بیاناتِ خوشتر رحمۃ اللہ علیہ

قسط ۵۱

DAR-UL-RAZA

عیدِ الاضحیٰ کا بیان

شیخِ طریقت، رہبرِ شریعت، مبلغِ اسلام

حضرت علامہ مولانا

محمد ابراہیم خوشتر

صدیقی قادری رضوی حامدی

زیرِ سرپرستی

شہزادہ علامہ خوشتر، پیرِ طریقت حضرت علامہ مولانا محمد مسعود اظہر قادری رضوی

سجادہ نشین خوشتر

زیرِ سایہ

شہزادہ علامہ خوشتر حضرت صاحبزادہ الحاج محمد میاں خوشتر صدیقی قادری

خلیفہ تاج الشریعہ

باہتمام

مولانا محمد ابراہیم خوشتر میموریل سوسائٹی

سنی رضوی سوسائٹی انٹرنیشنل

DAR-UL-RAZA

مکتبہ دارالرضا

عالمی روحانی مرکز دارالرضا انٹرنیشنل جھنگ سٹی

TEL: +92 300 6504263, +44 778 9699501

www.darulraza.net, Email: darulraza@gmail.com


بسم الله الرحمن الرحيم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نام کتاب:.................. بیاناتِ خوشتر ”رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ“ (قسط ۵۱)

اسپیکر:.................. حضرت علامہ مولانا محمد ابراہیم خوشتر قادری ”رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ“

موضوع:.................. عیدالاضحیٰ کا بیان

زیرِ سرپرستی:.................. شہزادہ علامہ خوشتر حضرت مولانا محمد مسعود اظہر سجادہ نشین

زیرِ سایہ:.................. شہزادہ علامہ خوشتر حضرت صاحبزادہ الحاج محمد میاں خلیفہ تاج الشریعہ

زیرِ نگرانی:.................. حضرت علامہ مولانا مفتی ابونعمان عرفان شریف مدنی

باہتمام:.................. مولانا محمد ابراہیم خوشتر میموریل سوسائٹی

سنی رضوی سوسائٹی انٹرنیشنل

تحریروترتیب:.................. حافظ محمد اصغر عطاری (شعبہ تحریرات دارالرضا انٹرنیشنل)

صفحات:.................. 16

پبلشر:.................. مکتبہ دارالرضا جھنگ سٹی

مکتبہ دارالرضا
عالمی روحانی مرکز دارالرضا انٹرنیشنل
بستی شہنی والی، وارڈ نمبر 7، پرانا چنیوٹ روڈ، جھنگ سٹی
TEL: +92 300 6504263, +44 778 9699501
www.darulraza.net, Email: darulraza@gmail.com

نحمده ونصلی علی رسوله الکریم o فاعوذ باللّٰہ من الشیطن الرجیمo بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم o

واذن فی الناس بالحج یاتوك رجالا

قال اللّٰہ تبارك وتعالی فی شانِ حبیبه o ان اللّٰہ وملئکته یصلون علی النبی ط یاایهاالذین امنو صلو علیه وسلموا تسلیما o

اللّٰھم صل علی سیدنا ومولانا محمد وعلی ال سیدنا ومولانا محمد وبارك وسلم

﴿عیدالاضحیٰ کا بیان﴾

بزرگو، عزیزو اور دوستو، پیارے بھائیو! اِس مسجد میں جمعہ کی نماز کے لئے شرکت کی سعادت حاصل کرنے والو۔ آج کا دن مقدس ہے، معظم ہے۔

یوں تو بندۂ مؤمن کی ہر ساعت کام کر رہی ہے، ایمان اور یقین کے حامل انسان کی زندگی کی ایک ایک گھڑی انمول موتی ہے، یہ رب کا فضل ہے اور اُس کے رسول کریم حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کا کرم ہے کہ وقتاً فوقتاً شب و روز میں مغفرت کی ساعتیں میسر آجاتی ہیں۔ آخرت کی تیاری کے لئے قدم قدم پر ساعت کو کھڑا کر دیا جاتا ہے۔ اب یہ اپنا نصیبہ اور اپنا مقدر ہے کہ ہم قدرت کی جانب سے فراہم کردہ ساعت سے اپنے دامن کو باغ و بہار کرلیں۔ اور آخرت کے لئے اِس دنیا میں کچھ سامان کرلیں۔ آج جمعہ ہے اور آپ جانتے ہیں کہ آج کا دن ویسے بھی ہفتے کی عید ہے۔ اِن خصوصیات

کے علاوہ ذوالحج کا مہینہ اور والیٔ حجاز میں آج نبی تاریخ ہے اور حجازِ مقدس میں حج کی سعادت حاصل کرنے والے لاکھوں نفوسِ قدسیہ رواں دواں کائناتِ ارضی سے سمٹ کر ایک وادی میں موجود ہیں۔

ہماری تاریخ بڑی روشن ہے۔ واقعات بار بار آواز دے رہے ہیں اور انسانوں کو متوجہ کیا جارہا ہے کہ اے انسان آج سے ہزاروں برس پہلے جو آواز ایک بندۂ بزرگ و برتر کی طرف سے نکلی

واذن فی الناس بالحج یاتوک رجال

ایک آواز گونجی تھی وہ آواز، آوازِ ابراہیمی تھی، وہ صداء صدائے خلیلی تھی، وہ نداء پیغمبر کی نداء تھی۔ ابو عمیس کی پہاڑی پر محمد رسول اللہ ﷺ نے پکارا، اللہ کے خلیل حضرت ابراہیم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام جلوہ فرما ہوئے۔

واذن فی الناس بالحج

بشارت دی جارہی ہے کہ اے میرے خلیل آپ لوگوں کو دعوت دیں حج کی، حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ابو عمیس پہاڑی کے اردگرد رہنے والوں کو صرف دعوت دی؟ یا وہ دعوت صرف مکی تھی؟ یا وہ دعوت صرف حجازی تھی یعنی حجاز کے رہنے والوں کے لئے تھی؟ تو ایسا نہیں

آوازِ خلیلی گونجی، صدائے ابراہیمی بلند ہوئی اور کائنات کے چپے چپے پر جو سرید روحیں تھیں جن کو حج کی سعادت ملنے والی تھی جن لوگوں کو خداوندِ قدوس کی بارگاہ میں حاضری کا موقع ملنے والا تھا، جن کی نگاہیں کعبۃ اللہ کی زیارت کے لئے مقدر تھیں اور

جن ہونٹوں کو حجرِ اسود کو چومنا خداوندِ کریم کی طرف سے معین تھا اُن ساری ارواحِ مقدسہ نے حضرتِ ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعوت کو لبیک کہہ کر قبول کرلیا۔

حدیثوں میں ارشاد ہوا ہے کہ بے شمار انسان باپ اور ماں کی پشت میں آنے والی قیامت تک نسلیں آتی رہیں گی حجاج آتے رہیں گے مگر جس طرح حضرتِ ابراہیم علی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اُس صدائے ابراہیمی کو ماں باپ کی پشتوں میں جو بچے آنے والے تھے اُن تک آواز پہنچی اور روحوں نے لبیک کہہ کر حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعوت کو قبول کرلیا۔ جن کے مقدر میں حج تھا انہوں نے دعوت کو قبول کرلیا۔

آپ ذرا سوچئے کہ اندازِ گفتگو کیا ہے قابل غور مسئلہ ہے۔ میں واقعات بیان کرنے کے لئے نہیں حاضر ہوا آپ سنتے رہتے ہیں اور حج کے واقعات بھی لکھے ہوئے ہیں۔ حج کے واقعات سے نتیجہ کیا نکلتا ہے؟ ان واقعات میں اشارات کیا ملتے ہیں؟ اور بارگاہِ خدا کی تقدیر کا پرچم کس طرح لہراتا ہے اور عزت وعظمت وبلندی اور بہجتِ نبوی کا کتنا شاندار مظاہرہ ہوتا ہے اسے آپ دیکھئے کہ حج سمجھتے کہ خدا کی عبادت ہے۔ مگر سوچنے کی بات یہ ہے کہ خدا کی اِس خاص عبادت میں اِسلام کا جو عملی طریقہ ہے اس میں حج کو بڑی عظیم حیثیت حاصل ہے۔ لیکن اس کے باوجود بات یہ ہے کہ حضرتِ ابراہیم علیہ السلام کی صدا کو صبر قرار دیا جارہا ہے کہ جن لوگوں نے حضرتِ ابراہیم علیہ السلام کی صدا پر، جن ارواحِ طیبہ نے لبیک کہا اُنہیں حج کی سعادت ملی۔

میں نے پچھلے جمعۃ المبارک کے موقع پر بیان کیا تھا خدا کرے کہ وہ مسائل یاد ہوں کہ عبادت خدا ہے، ریاضت خدا کے لئے کی جاتی ہے۔ لیکن خدا کے کچھ بندے ایسے بھی

ہیں کہ جن بندگانِ خدا کی نماز اور اداؤں میں ٹھہر جانے کو عبادت کا نام دے دیا گیا ہے اُن میں حج ایسی عبادت ہے اور عبادت کا ایسا شاہکار ہے کہ قدم قدم پر ہمیں محسوس بھی نہیں ہونے دیا گیا کہ ہر عمل حج کا بندگانِ خدا کی اداؤں میں ٹھہرا ہوا اور چلتا ہوا نظر آتا ہے۔ ہے کوئی مائی کا لال کہ جو اِس حقیقت کا انکار کر بیٹھے؟ میں مختصراً عرض کر دیتا ہوں جنابِ والا، آخر یہ کیا انداز ہے کہ آپ جمعۃ المبارک میں یہاں حاضر ہیں سر پر ٹوپی بھی ہے، کرتا بھی ہے، پائجامہ بھی ہے۔ شلوار آپ نے پہن رکھی ہے، مگر جوش و مستی کا جام، عشق و محبت کا مظاہرہ اور عشق و محبت کی ادائیں اور آپ یقین مانئے کہ جو قلوب عشق و محبت سے خالی ہیں وہ مسائل حل نہیں کر سکتے اِس مسجد کے۔

حج کی روح کیا ہے؟ اور حج کی حقیقت کیا ہے؟ ان مسائل کو سمجھنے کے لئے عشق و محبت کی وادی میں آ کر سمجھو۔ مختصراً عرض کرتا ہوں کہ یہ کیا انداز ہے کہ حرم کی پہاڑی جب آنے والی ہے۔ اے ھادی تیرا سفینہ بحری اب حرم کے مقابل آنے والا ہے اب یہ تیری ٹوپی بھی اتار دی جائے گی۔ اب یہ کرتا بھی اترے گا اور اب یہ شلواریں بھی اتریں گی۔ کیا آپ اِس مرحلے پر یہ کہہ سکتے ہیں اور کہہ سکتے ہیں آپ؟ کوئی بھی مسلمان یہ جراءت نہیں کر سکتا کہ اللہ تعالیٰ اس لباس سے یا اس قسم کی اداؤں سے ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ بے نیاز ہے اسے کسی خاص لباس ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ کی قدرت بے نیاز ہے اور معاملہ یہاں حج کا ہے یہاں عبادت اللہ تعالیٰ کی ہو رہی ہے۔ لیکن تاریخ پکار پکار کر کہہ رہی ہے کہ اے حج کو آنے والے جن کے دلوں میں محمد رسول اللہ ﷺ کی محبت ہے اور اُن کا حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے تعلق ہے۔

اے حاجیو! یہ ساری حرکتیں میں دیکھتا ہوں دیوانوں کی منزل آرہی ہے، عشق کا مقام آرہا ہے۔ اب یہاں کسی کی بات نہیں چلے گی، اب یہاں کوئی فلسفہ نہیں بولا جائے گا اب یہاں یہ بات نہیں ہوگی کہ یہ شلوار یہاں کیوں اتاری جارہی ہے، یہاں کرتا کیوں اتارا گیا اور اس کا عبادت سے کیا تعلق ہے؟ فرمایا کہ اب یہ بات یہاں نہیں چلے گی۔

اب دیکھنا یہ ہے کہ یہ جو مقامات ہیں ان کو کس نے مقدس کیا؟ اب اِس کا جواب دو، خدا مقام ابراھیم بنادیا، حدیث کہتی ہے، تاریخ کہتی ہے کہ آمنہ کا لال، اللہ کا آخری رسول حضرتِ محمدِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمادیا کہ یہ زمزم ہے، یہ فلاں مقام ہے، یہ فلاں مقام ہے، اللہ اکبر اِن مقامات کو انھوں نے قرار دیا حاجیوں کے لئے کہ دیکھو دیکھو اگر کوئی شخص ان حدود سے گزرے جو حالتِ احرام میں ہو اور حالتِ احرام کیا ہے؟ میرے دوستو یہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نقل ہے۔ کیوں کہ اللہ کے آخری رسول نے احرام باندھ لیا۔ محبوب کی ادائیں قدرت کو پسند آئیں۔ اے میرے محبوب تو نے احرام باندھا اب قیامت تک آنیوالے نے تیرے نقش قدم پر احرام باندھا۔ اب یہ نہیں دیکھا جائے گا کہ آنے والا عربی ہے یا عجمی ہے۔ غربی ہے یا شرقی ہے، جنوبی ہے یا شمالی ہے، انگریزی بولتا ہے یا فرانسیسی بولتا ہے، حبشی ہے یا کوئی اور زبان بولتا ہے، کوئی بھی زبان بولے، تہذیب کچھ بھی سہی، تمدن کچھ بھی سہی لیکن صاحبِ تہذیب اور صاحبِ تمدن بلکہ یوں کہوں کہ جانِ تہذیب اور جانِ تمدن حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کائنات کو جو تہذیب دی، جو تمدن دیا وہ پوری کائنات کے لئے

وہ قانون ہے اور تہذیب ہے ورنہ آپ ان چیزوں سے ذرا ہٹ کر سوچیں تو سہی کہ بھائی یہ کیا انداز ہے کہ خدا کی عبادت میں تو کوئی حرکت نہیں ہو سکتی۔ لیکن یہاں بات صرف عبادت کی نہیں بلکہ بات ہے اُس نقل کی، بات ہے اُس محبت اور عشق کی جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے غلاموں کو دیا۔

اب چلیں صاحب، احرام آپ نے باندھ لیا،

لبيك اللّٰهم لبيك لبيك لا شريك لك لبيك ان الحمد والنعمة لك والملك لا شريك لك

اللہ اکبر! وہ اور زمانے تھے اب آپ کی زبانوں پر مختلف ترانے تھے لیکن آج جو ترانہ گونجے گا، آج جو صدائیں بلند ہوں گی، وہ وہی صدائیں ہوں گی اور وہی گنے چنے الفاظ ہوں گے جو آج سے پندرہ سو برس پہلے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے ان وادیوں میں گونجا تھا۔

اے حاجی! اس کی بحث نہیں کہ تیری زبان عربی ہے یا کوئی اور زبان ہے کچھ بھی تو بولے لیکن آج تجھے یہی کہنا ہوگا کہ

لبيك اللّٰهم لبيك لبيك لا شريك لك لبيك ان الحمد والنعمة لك والملك لا شريك لك

ایک ہی لباس ہے، ایک ہی انداز ہے، جہاں ایک ہے، ٹھاٹھ ایک ہے، تہذیب ایک ہے، تمدن ایک ہے، آواز ایک ہے، مقصد ایک ہے۔ اے خداوندِ قدوس یہ تیرا کرم ہے کہ تو نے اپنا محبوب حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کیسا محبوب؟ جو یونیک ہے، بے مثال

ہے۔ کیسا محبوب کہ جس کی مثال ماضی ہے اور جب ماضی میں نہیں تھی تو پھر میرے دوستو حال اور مستقبل کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ تو نے محبوب دیا اور ایسا محبوب دیا کہ جس نے تیری توحید کو ایسا بیان کیا کہ ساری دنیا ایک ہی جگہ پر آ گئی، ایک ہی لائن پر آ گئی اور ایک ہی اداؤں کے سانچے میں ساری دنیا ٹھہری ہوئی نظر آ رہی ہے۔ سارے کے سارے لوگ نظر آ رہے ہیں۔

اب آیئے، سبحان اللہ! خدا نے کعبہ پہنچا دیا، حدیبیہ کے مقام سے آپ گزرے۔ شوقِ محبت اور آتشِ شوق تیز تر ہو گئی، عشق و محبت کی آگ بھڑک رہی ہے، عشاق کی نگاہوں میں زیارت کی چمک موجود ہے، آنکھیں پھٹی کی پھٹی ہیں کہ کب وہ گھڑی آئے؟ کب وہ سماں آئے کہ جب کعبہ ہو اور اُس کی نظر ہو اور خالق کعبہ کی عظمتیں ہوں۔

سبحان اللہ! اب آپ دیکھئے، اب واقعات نہیں میں نہیں بیان کر رہا، میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ کعبہ کی تقدیس اپنی جگہ پر مسلم ہے، گفتگو یہاں پر عظمت اور تقدیس کی نہیں کر رہا۔ گفتگو اِس پر ہو رہی ہے کہ کعبہ اگر اُس کو یہ سمجھا جائے کہ وہ پتھر کا ایک مجموعہ ہے، چاروں گوشے پتھر کے بنے ہوئے ہیں ایک پتھر کی تعمیر اور پتھریلا مقام ہے۔ ابو عمیس کی پہاڑیوں کا تراشا ہوا پتھر اُس میں لگا ہوا ہے اور ساری دنیا دیوانہ وار اُس کا چکر کاٹ رہی ہے۔ آخر یہ کیا انداز ہے اور یہ صرف چکر کاٹنے والی ہی بات نہیں بلکہ آدم کہ بیٹی اور آدم کا ہر مسلمان بیٹا توحید و رسالت کی آگ جن کے سینوں میں دبی ہے اور جو لوگ عشق رسالتِ محمدی علیہ الصلوٰۃ والثناء کے حامی جسے دیکھئے وہ پانچوں وقت مشرق والا بھی اُسی طرف منہ کر رہا ہے، مغرب والا بھی اُسی طرف منہ کر رہا ہے،

جو ہزاروں فٹ اوپر ہے وہ بھی اسی طرف منہ کر رہا ہے اور جو ہزاروں فٹ نیچے ہے وہ بھی اسی طرف منہ کر رہا ہے۔ عبادت اور عبادت کا ہم نے اسے مرکز بنا دیا۔ ساری دنیا اپنی نماز اسی کی طرف منہ کر کے پڑھ رہی ہے کیوں؟ آپ اگر سوچیں اور غور کریں تو کعبے سے زیادہ قیمتی عمارت ہمارے سامنے ہے ہی نہیں۔ عبادت کے اعتبار اور قیمت کے اعتبار سے بڑی سے بڑی عمارت لندن اور پیرس اور واشنگٹن وغیرہ میں بہت عمارتیں ہیں لیکن بات یہاں عمارت کی نہیں ہے۔ بات نہیں مقابلے کی نہیں ہے کہ کونسی عمارت کیسی ہے۔ بات اُس حسن نظر کی ہے، بات اُس نظر کی کرامت کی ہے، بات اُس حسن توجہ کی ہے کہ جو حسنِ توجہ محمد رسول اللہ ﷺ کا حسن جب اُس پتھر پر پڑا تو اے آمنہ کے لال حضرت محمد مصطفی ﷺ آقا تیرے نام پر درود و سلام ہو کہ کیا وہ کیا حسنِ توجہ تھا کہ ایک پتھر کے مقام کو جب آپ نے توجہ دی تو اُس کو کعبہ بنا دیا، قبلہ بنا دیا۔ اب چونکہ محمد رسول اللہ ﷺ نے اسے "فلنولینک قبلۃ ترضھا عول وجھک شطر المسجد الحرام" اے محبوب ہم دیکھتے ہیں کہ یہ بار بار یہ چشم توجہ اُٹھ رہی تھی اور حسنِ توجہ کعبے کی جانب تھا۔ بس میرے دوستو یہ آپ ﷺ کی حسنِ توجہ نے کعبے کو کعبہ بنا دیا۔

ہوتے کہاں خلیل کہاں کعبہ و منا
لولاک والے صاحبی سب تیرے گھر کی ہے

اللہ اکبر! کعبہ میرے دوستو مصروفِ عبادت تھا لیکن اُس کعبے کو محمد رسول اللہ ﷺ نے مرکزِ عبادت بنا دیا۔ اب چاہے وہ ولی، غوث ہو، قطب ہو جو بھی ہو بس اُس کو منہ اُس کعبے کی طرف کرنا ہے۔ ایک جگہ امام اہلسنت نے اسی لئے تو فرمایا کہ

حاجیو! آؤ شہنشاہ کا روضہ دیکھو
کعبہ تو دیکھ چکے اب کعبے کا کعبہ دیکھو

اب یہ کعبہ، کعبے کا بھی کعبہ ہے، اسی لئے تو روایات میں آیا ہے کہ میدانِ قیامت ہوگا ہر شخص کعبے کی طرف جھکا ہوگا اور کعبہ عرض کرے گا مجھے اجازت ہو کہ میں محمد رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضری دوں ۔ میرے آقا اشرف الانبیاء ہیں، ساری کائنات سے افضل ہیں روایتوں میں آیا ہے کہ کعبہ اپنے سارے نبیوں کے ساتھ حضور کی بارگاہ میں مدینہ طیبہ، سرکار کی بارگاہ میں سلامی کے لئے حاضر ہوا۔ اے کعبے کو کعبہ بنانے والے جانِ کعبہ حضرتِ محمد مصطفیٰ ﷺ آپ ہیں۔

کعبہ بھی ہے اُن کی تجلی کا ایک دل
روشن انہی کے نام سے پُتلی حرم کی ہے

امیر المؤمنین حضرت فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کعبے کے سامنے موجود ہیں ۔ ارشاد فرماتے ہیں کہ اے کعبہ مجھے معلوم ہے میں جانتا ہوں کہ تو پتھر کا ہے۔ اور ایک پتھر کا مکان ہے، کعبہ کو دیکھ رہے ہیں، حجر اسود کی جانب نظر ہے، اے حجرِ اسود تو پتھر کا ایک مجموعہ ہے میں جانتا ہوں لیکن میں جب تیرے سامنے آتا ہوں تو وہ منظر میری نگاہوں کے سامنے آجاتا ہے کہ جنابِ محمد رسول اللہ ﷺ کے مقدس اور مبارک ہونٹوں نے تجھے اے حجرِ اسود چوم لیا ہے، بس جب یہ موقع آتا ہے تو میری وارفتگی مجھے اجازت دیتی ہے اور میں دوڑتا ہوا تجھے چوم لیتا ہوں ۔ میں جانتا ہوں کہ تو پتھر ہے لیکن محبوب کی ادا میری نگاہوں کے سامنے ہے۔

یہ دیکھئے ناب کہ اسے کیوں چوما جارہا ہے۔ پھر کعبہ کیا ہے یہ سنئے آپ اسلسلے میں کہ عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہی جو فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد پیش کررہا تھا یہی عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما ارشاد فرماتے ہیں کہ اے کعبہ! تیری تقدیس، تیرا احترام، تیرا تقدس بہت ہے اِس میں کوئی شک نہیں لیکن اے کعبہ! بندہ مؤمن کا مقام تجھ سے زیادہ بلند ہے۔

میرے عزیزو، میرے دوستو! کعبہ سامنے ہے اور حجاج جارہے ہیں لپٹ رہے ہیں اور یہ ساری ادائیں قدم قدم پر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ادائیں۔ ان ساری اداؤں سے اعتماد کیا ہے۔ ادائیں ہیں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی، حجرِ اسود کو چومنا کیا ہے، ادائیں ہیں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی، ملتزم سے لپٹنا کیا ہے، ادائیں ہیں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی، تو یہ ساری ادائیں حج کے عنوان کے سانچوں میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ادائیں کھڑی ہوئیں ہیں اور قدم قدم پر حج و عمرکا مرحلہ کا بندہ مؤمن کے سامنے آتا ہے۔ کوئی آدمی چاہے وہ مولوی ہو یا غیر مولوی ہو، چاہے وہ عالم ہو فاضل ہو مگر یہاں یہ سارا جہل اور سارا علم ادھر ہی، یہاں تو محبت و عشق کی باتیں ہیں۔ یہاں تو رِیت ہے محبت کی کہ محبوب نے یوں کیا تو میں بھی یوں کروں گا۔

اللہ اکبر! طواف سے آپ فارغ ہوئے ساری دنیا کہہ رہی ہے کہ ''لبیک اللھم لبیک'' وہ بھی حجرِ اسود کو چوم کر، کوئی ملتزم سے لپٹا ہوا ہے اور کسی نے کعبے کے پردے کو تھام رکھا ہے، عجیب ادائیں ہیں اور معلوم ہو رہا ہے کہ حج کی ادائیں کیا ہیں۔

اب آیئے جنابِ والا۔ آپ طواف سے فارغ ہوئے اور اللہ تعالیٰ آپ کو موقع دے

بار بار آپ طواف کریں۔اب طواف کے بعد باری آرہی ہے صفا اور مروہ کی۔آپ نے نفل بھی پڑھے مختصر وقت ہے آپ اندازہ کیجئے کہ مقام ابراہیم ، بھائی نماز ہوگئی کعبے کے سامنے، کعبے کو چوم لیا، طواف کرلیا، حجرِ اسود کو چوم لیا اب یہ مقام ابراہیم کیا مطلب ؟ اللہ اکبر! عشق و محبت کو میرے دوستو اجازت مل گئی تھی ، عشق و محبت کی بلندیاں آج ثریا سے اوپر نظر آرہی ہیں۔عشق و محبت اندازہ تو کرو کہ آج صاحب خرد کو اور صاحبِ عقل کو اپنی خرد اور عقل کو چھوڑ کر عقل و خرد کی کوئی جگہ نہیں۔

اے آدمی تو نے آج تک جو کچھ بھی کیا لیکن آج میں تجھے اپنے بندے کے نقش قدم کے آگے جھکانا چاہتا ہوں۔ارے کعبہ سامنے ہے، نماز پڑھ لی، حجرِ اسود چوم لیا اب یہ اُس کے بعد یہ ساری ادائیں ہوگئیں سارے افعال ہوگئے مگر محبت کی ادا آج دعوتِ محبت دے رہی ہے۔عشق و محبت آواز دے رہی ہے کہ عاشقو آؤ محبوب کے قدموں پر نچھاور ہونے کا موقع مل رہا ہے۔آؤ دیکھو کہ یہ میرا بندہ، میرے ابراہیم نے اس پتھر پر قدم رکھا ، میرے دوستو اُس پتھر نے نقوش ابراہیمی بنالئے بات ختم ہوگئی۔حضرتِ ابراہیم علیہ السلام کا یہ معجزہ تھا اُن کے عضو میں نہ یہ صرف کرامت تھی کہ پتھر نے سینے میں جگہ دی اور پتھر نے موم ہوکر کے اُن آثار کو قیامت تک کیلئے ثبت کردیا۔مگر یہ کیا شان ہے، یہ کیا اکرام ہے، یہ کیا فضل و کرم ہے کہ آج سارے حاجیوں کو غوث ہوں، قطب ہوں ، ولی ہوں ، چاہے عالم مولوی جو بھی ہوں آج مقام ابراہیم پر ”واتخذ وا من مقام ابراہیم مصلیٰ“

میرے دوستو! یہی تو میں کہا کرتا ہوں کہ اگر محبوب جنگل میں قدم رکھ دے تو وہ جنگل،

جنگل نہیں رہتا بلکہ منگل کا سماں پیدا ہو جاتا ہے۔ محبوب اگر صحرا سے گزر جائے تو وہ صحرا باغ و بہار کا روپ لے کر آشکار ہو جاتا ہے۔ محبوب ذرے کا اگر ہاتھ لگا دے تو وہ ستارہ بن جاتا ہے۔ اسی لئے میں کہا کرتا ہوں کہ اسلام میرے دوستو یہ دین فطرت بھی ہے اور دین محمد ﷺ بھی ہے۔

عشق و محبت کے بغیر آپ مسائل نہیں سمجھ سکتے۔ قرآن کہہ رہا ہے، یہ کسی مولوی کی بات نہیں بلکہ قرآن کہہ رہا ہے۔

"واتخذا من مقام ابراھیم مصلیٰ"

اے حاجی! تیرا طواف مسلم، حجرِ اسود کو چومنا بھی مسلم، ملتزم سے لپٹنا بھی مسلم، اور زمزم کا پینا بھی یہ سب مسلم، اب مقام ابراہیم کو تو مصلیٰ بنا لے تا کہ اِس منزل میں یہ بات تیرے سامنے آجائے کہ میرے دوستو

یہ لازم ہے کہ دل کے پاس رہے پاسبان عقل

اور پھر بات یہاں پر ختم نہیں ہوئی، حاجی تھکا ہوا ہے سخت تھکان ہے۔ ہزاروں میلوں کا سفر، جدے سے لے کر یہاں تک کا سفر اور بشری و فطری تقاضے مگر ان سارے تقاضوں کو چھوڑ کر اب شریعت آواز دے رہی ہے کہ اب آجاؤ صفا میں۔ اچھا یہ اب صفاء کیا ہے؟ یہ کبھی پہاڑ تھا اب تو سبھی پہاڑیاں بھی زمین سے غائب ہو گئیں یہ مروہ کیا ہے؟ یہ بھی کبھی پہاڑ تھا بس وہ مقام ہے۔ اچھا صاحب تو یہاں کیا کرنا ہے؟ یہاں یہ کرنا ہے کہ حاجی بالکل اسی طرح کھڑا ہو صفاء میں کھڑا ہو کر اور کعبے کو دیکھ، اور یہاں بات بندوں کی نہیں ہے بلکہ خدا کی ایک بندی، پیغمبر کی بیوی اور پیغمبر کی ماں۔ حضرت

ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیوی اور حضرت اسماعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ماں، ایک بندی کی ادا بندگانِ خدا کو دعوت دے رہی ہے۔ اور اے خداوندِ قدوس، اے الہ العالمین یہ تیرا فضل وکرم ہے کہ تو ذرے کو چاہے تو آفتاب کر دے۔ وہ بندی کیا حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تو انہیں چھوڑ دیا ایک مشکیزہ پانی کا اور ایک کھجوریں دی تھیں اور پھر وادیٔ میں جہاں پر کچھ بھی نہیں تھا وہ پانی جب ختم ہوگیا، وہ کھجوریں جب ختم ہوگئیں اور حضرت ہاجرہ علیہا السلام کا دودھ جب خشک ہوگیا تو آپ نے اپنے جگر پارہ اور شیر خوار بیٹے کو جس کی پیشانی میں نورِ محمدی چمک رہا تھا وہ اسماعیل جو محمد رسول اللہ ﷺ کے نور کا امین تھا ایڑیاں جب رگڑتا ہوا ماں نے دیکھا تو ضبط نہیں ہوا اور کہا کہ اچھا اگر اِس کے مقدر میں مرنا ہی ہے، اگر یہ بچہ موت سے ہمکلام ہی ہے تو میں اس کو مرتا ہوا نہ دیکھ سکوں گی۔ بے تابانہ صفاء کی جانب دوڑیں اور آواز دی کہ ہے کوئی بشر جو میری مدد کرے؟ دیکھا کہ کوئی آواز نہیں آرہی مروا کی جانب دوڑیں دیکھا کہ وہاں کوئی آواز نہیں آرہی۔

للہ اللہ! اندازہ کیجئے کہ وہ آج کا صفاء اور آج کا مروہ نہیں وہ ہزاروں پہلے کی بات ہے کہ جب چند قدم پر آج بھی میرے دوستو بڑے بڑے نوجوان قسم کے لوگوں کو پسینہ چھوٹ جاتا ہے۔ لیکن کیا کہنے اُن قدموں کے، اے ہاجرہ کے قلوب مبارک تیرے قدموں کی تقدیس پر کائنات کی پریاں نچھاور اور پروان ہوں کہ وہ قدوم چل کر کبھی صفاء کبھی مروہ، کبھی مروہ کبھی صفاء، اِن سات پھیروں کو قدرت نے وہ قبولیت دی مختصراً عرض کر رہا ہوں کہ وقت میں گنجائش نہیں ہے کہ وہ سات پھیرے سارے

حاجیوں کے لئے ضروری قرار دے دیئے گئے۔ اندازہ کرو کہ کہاں حج خدا کی عبادت ہے مگر خدا کی عبادت میں بندگان خدا کے آثار اور اعمال قدم قدم پر نظر آ رہی ہیں۔ یہ اس کا فضل و کرم ہے کہ اس نے اپنی بندی کی ادا کو سات پھیرے، اللہ تعالیٰ ان چیزوں یہ سعی صفاء اور مروہ ان چیزوں سے پاک خدا مگر یہ خدا کی بندی کی ادائیں ہیں اور ہر حاجی پر ضروری ہیں آؤ اور تم بھی اسی طرح دوڑو۔

اور پھر یہ کہ جہاں جو دوستون لگے ہوئے ہیں، وہاں جاؤ تو ذرا تیز دوڑو یعنی آپ صفا سے چلے تو اپنی رفتار سے چلے اور جب اُن میلین پر آئے تو اب عشق و محبت کی ادا دیکھئے کہ اے حاجی، سعی کرنے والے، صفاء و مروہ کی جانب دوڑنے والا اب تیز تر ہو جا، کیوں کہ آتش شوق تیز تر ہو جاتی ہے۔ یہی وہ مقام تھا کہ حضرت ہاجرہ سلام اللہ علیہا تیز دوڑیں تھیں لہٰذا تو بھی یہاں سے دوڑ۔

میرے عزیزو، میرے دوستو! میں نے جو عرض کرنا وہ میں عرض نہ کر سکا سوائے اِس کے کہ اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو بندگانِ خدا کے اعمال، افعال، اُن کے آثار پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

اُن کے دربارِ اقدس میں ہم آگئے۔

اُن کے دربارِ اقدس میں ہم آگئے — دونوں عالم کا مقصود ہم پا گئے
چھوڑ احباب جب مجھ کو تنہا گئے — والی امت کے ایسے میں خود آگئے
ہم کو ڈھونڈا کریں ہاتھ آتے نہیں — کالی کملی میں آقا کی ہم آگئے
نزع ہو، قبر ہو، پل ہو، میزان ہو — جب کہا یا محمد ﷺ وہیں آگئے
نام آقا کا ہر بار لیتا گیا — قبر میں مجھ سے پوچھ وہ کیا کیا گئے
زندگی کے تقاضوں کو کیا دیکھتے — ہم نے مانا وہی جو تم فرما گئے
جشن میلاد آقا نہ پوچھ ہم نشین — دھوم دونوں جہاں میں ہے وہ آگئے
معصیت ڈھل گئی رب کو پیار آگیا — چند آنسو ندامت کے کام آگئے
عظمت ارفع رأسک کا کیا پوچھنا — ساری امت وہ سجدے میں بخشا گئے
خوش ہو خوشتر اگرچہ تو بدتر سہی — بد ہیں میرے وہ ارشاد فرما گئے

باہتمام
مولانا محمد ابراہیم خوشتر میموریل سوسائٹی
سنی رضوی سوسائٹی انٹرنیشنل
DAR-UL-RAZA
مکتبہ دارالرضا
عالمی روحانی مرکز دارالرضا انٹرنیشنل جھنگ سٹی
TEL: +92 300 6504263, +44 778 9699501
www.darulraza.net, Email: darulraza@gmail.com